	کہ وہ بکھرے ہوئے سچے موتی ہیں۔[1] (۱۹)
وَاِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ نَعِيْمًا وَّمُلْكًا كَبِيْرًا ﴿٢٠﴾	تو وہاں جہاں کہیں بھی نظر ڈالے گا[2] سراسر نعمتیں اور عظیم الشان سلطنت ہی دیکھے گا۔(۲۰)
عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ ۖ وَّحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ ۚ وَسَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ﴿٢١﴾	ان کے جسموں پر سبز باریک اور موٹے ریشمی کپڑے ہوں گے[3] اور انہیں چاندی کے کنگن کا زیور پہنایا جائے گا۔[4] اور انہیں ان کا رب پاک صاف شراب پلائے گا۔(۲۱)
اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَاۗءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿٢٢﴾	(کہا جائے گا) کہ یہ ہے تمہارے اعمال کا بدلہ اور تمہاری کوشش کی قدر کی گئی۔(۲۲)
اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا ﴿٢٣﴾	بیشک ہم نے تجھ پر بتدریج قرآن نازل کیا ہے۔[5] (۲۳)
فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا ﴿٢٤﴾	پس تو اپنے رب کے حکم پر قائم رہ[6] اور ان میں سے کسی گنہگار یا ناشکرے کا کہنا نہ مان۔[7] (۲۴)

---

(۱) حسن و صفائی اور تازگی و شادابی میں وہ موتیوں کی طرح ہوں گے ''بکھرے ہوئے'' کا مطلب' خدمت کے لیے ہر طرف پھیلے ہوئے اور نہایت تیزی سے مصروف خدمت ہوں گے۔

(۲) ثم ظرف مکان ہے وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ، أَيْ: هُنَاكَ یعنی وہاں جنت میں جہاں کہیں بھی دیکھو گے۔

(۳) سُنْدُسٍ 'باریک ریشمی لباس اور إِسْتَبْرَقٍ 'موٹا ریشم۔

(۴) جیسے ایک زمانے میں بادشاہ' سردار اور ممتاز قسم کے لوگ پہنا کرتے تھے۔

(۵) یعنی ایک ہی مرتبہ نازل کرنے کے بجائے حسب ضرورت واقتضا مختلف اوقات میں نازل کیا۔ اس کا دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ قرآن ہم نے نازل کیا ہے' یہ تیرا اپنا گھڑا ہوا نہیں ہے' جیسا کہ مشرکین دعویٰ کرتے ہیں۔

(۶) یعنی اس کے فیصلے کا انتظار کر۔ وہ تیری مدد میں کچھ تاخیر کر رہا ہے تو اس میں اس کی حکمت ہے۔ اس لیے صبر اور حوصلے کی ضرورت ہے۔

(۷) یعنی اگر یہ تجھے اللہ کے نازل کردہ احکام سے روکیں تو ان کا کہنا نہ مان' بلکہ تبلیغ و دعوت کا کام جاری رکھ اور اللہ پر بھروسہ رکھ' وہ لوگوں سے تیری حفاظت فرمائے گا' فاجر' جو افعال میں اللہ کی نافرمانی کرنے والا ہو اور کفور جو دل سے کفر کرنے والا ہو یا کفر میں حد سے بڑھ جانے والا ہو۔ بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد ولید بن مغیرہ ہے جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ اس کام سے باز آجا' ہم تجھے تیرے کہنے کے مطابق دولت مہیا کر دیتے ہیں اور عرب کی جس عورت سے تو شادی کرنا چاہے' ہم تیری شادی کرا دیتے ہیں۔(فتح القدیر)

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۲۵﴾

اور اپنے رب کے نام کا صبح و شام ذکر کیا کر۔[۱] (۲۵)

وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا ﴿۲۶﴾

اور رات کے وقت اس کے سامنے سجدے کر اور بہت رات تک اس کی تسبیح کیا کر۔[۲] (۲۶)

اِنَّ هٰٓؤُلَاۗءِ يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُوْنَ وَرَاۗءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا ﴿۲۷﴾

بیشک یہ لوگ جلدی ملنے والی (دنیا) کو چاہتے ہیں[۳] اور اپنے پیچھے ایک بڑے بھاری دن کو چھوڑے دیتے ہیں۔[۴] (۲۷)

نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ وَشَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ ۚ وَاِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَآ اَمْثَالَهُمْ تَبْدِيْلًا ﴿۲۸﴾

ہم نے انہیں پیدا کیا اور ہم نے ہی ان کے جوڑ اور بندھن مضبوط کیے[۵] اور ہم جب چاہیں ان کے عوض ان جیسے اوروں کو بدل لائیں۔[۶] (۲۸)

اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَاۗءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿۲۹﴾

یقیناً یہ تو ایک نصیحت ہے پس جو چاہے اپنے رب کی راہ لے لے۔[۷] (۲۹)

وَمَا تَشَاۗءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَاۗءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا

اور تم نہ چاہو گے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ ہی چاہے[۸] بیشک

---

(۱) صبح و شام سے مراد ہے، تمام اوقات میں اللہ کا ذکر کر۔ یا صبح سے مراد فجر کی نماز اور شام سے عصر کی نماز ہے۔

(۲) رات کو سجدہ کر، سے مراد بعض نے مغرب و عشا کی نمازیں مراد لی ہیں۔ اور تسبیح کا مطلب، جو باتیں اللہ کے لائق نہیں ہیں، ان سے اسکی پاکیزگی بیان کر، بعض کے نزدیک اس سے رات کی نفلی نماز، یعنی تہجد ہے امر ندب و استحباب کے لیے ہے۔

(۳) یعنی یہ کفار مکہ اور ان جیسے دوسرے لوگ دنیا کی محبت میں گرفتار ہیں اور ساری توجہ اسی پر ہے۔

(۴) یعنی قیامت کو، اس کی شدتوں اور ہولناکیوں کی وجہ سے اسے بھاری دن کہا اور چھوڑنے کا مطلب ہے کہ اس کے لیے تیاری نہیں کرتے اور اس کی پروا نہیں کرتے۔

(۵) یعنی ان کی پیدائش کو مضبوط بنایا، یا ان کے جوڑوں کو، رگوں اور پٹھوں کے ذریعے سے، ایک دوسرے کے ساتھ ملا دیا ہے، بلفظ دیگر: ان کا مانجھا کڑا کیا۔

(۶) یعنی ان کو ہلاک کر کے ان کی جگہ کسی اور قوم کو پیدا کر دیں یا اس سے مطلب قیامت کے دن دوبارہ پیدائش ہے۔

(۷) یعنی اس قرآن سے ہدایت حاصل کرے۔

(۸) یعنی تم میں سے کوئی اس بات پر قادر نہیں ہے کہ وہ اپنے کو ہدایت کی راہ پر لگا لے، اپنے لیے کسی نفع کو جاری کر لے، ہاں اگر اللہ چاہے تو ایسا ممکن ہے، اس کی مشیت کے بغیر تم کچھ نہیں کر سکتے۔ البتہ صحیح قصد و نیت پر وہ اجر ضرور عطا فرماتا ہے إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوَىٰ "اعمال کا دارومدار، نیتوں پر ہے، ہر آدمی کے لیے وہ ہے جس کی وہ نیت کرے"۔

حَكِيمًا ﴿٣٠﴾

اللہ تعالیٰ علم والا باحکمت ہے۔[1] (۳۰)

يُدْخِلُ مَنْ يَشَاءُ فِي رَحْمَتِهِ ۚ وَالظَّالِمِينَ أَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿٣١﴾

جسے چاہے اپنی رحمت میں داخل کر لے‘ اور ظالموں کے لیے اس نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔[2] (۳۱)

سُورَةُ الْمُرْسَلَاتِ

سورۂ مرسلات مکی ہے اور اس میں پچاس آیتیں اور دو رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا ﴿١﴾

دل خوش کن چلتی ہواؤں کی قسم۔[3] (۱)

فَالْعَاصِفَاتِ عَصْفًا ﴿٢﴾

پھر زور سے جھونکا دینے والیوں کی قسم۔[4] (۲)

وَالنَّاشِرَاتِ نَشْرًا ﴿٣﴾

پھر (ابر کو) ابھار کر پراگندہ کرنے والیوں[5] کی قسم۔ (۳)

---

(۱) چوں کہ وہ علیم و حکیم ہے اس لیے اس کے ہر کام میں حکمت ہوتی ہے‘ بنابریں ہدایت اور گمراہی کے فیصلے بھی یوں ہی الل ٹپ نہیں ہو جاتے‘ بلکہ جس کو ہدایت دی جاتی ہے وہ واقعی اس کا مستحق ہوتا ہے اور جس کے حصے میں گمراہی آتی ہے‘ وہ حقیقتاً اسی لائق ہوتا ہے۔

(۲) وَالظَّالِمِينَ ‘اس لیے منصوب ہے کہ اس سے پہلے یُعَذِّبُ‘ محذوف ہے۔

☆- یہ سورت مکی ہے جیسا کہ صحیحین میں مروی ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم منیٰ کے ایک غار میں تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سورۂ مرسلات کا نزول ہوا‘ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تلاوت فرما رہے تھے اور میں اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کر رہا تھا کہ اچانک ایک سانپ آگیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا‘ اسے مار دو‘ لیکن وہ تیزی سے غائب ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”تم اس کے شر سے اور وہ تمہارے شر سے بچ گیا“۔ (بخاری‘ تفسیر سورۃ المرسلات۔ مسلم‘ کتاب قتل الحیات وغیرھا) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض دفعہ مغرب کی نماز میں بھی یہ سورت پڑھی ہے۔ (بخاری‘ کتاب الأذان‘ باب القراءۃ فی المغرب۔ مسلم‘ کتاب الصلوٰۃ‘ باب القراءۃ فی الصبح)

(۳) اس مفہوم کے اعتبار سے عرفاً کے معنی پے درپے ہوں گے۔ بعض نے مُرْسَلَاتٌ سے فرشتے یا انبیا مراد لیے ہیں۔ اس صورت میں عرفاً کے معنی وحی الٰہی‘ یا احکام شریعت ہوں گے۔ یہ مفعول لہ ہو گا لأَجْلِ الْعُرْفِ یا مَنْصُوبٌ بِنَزْعِ الْخَافِضِ ۔ بِالْعُرْفِ

(۴) یا فرشتے مراد ہیں‘ جو بعض دفعہ ہواؤں کے عذاب کے ساتھ بھیجے جاتے ہیں۔

(۵) یا ان فرشتوں کی قسم‘ جو بادلوں کو منتشر کرتے ہیں یا فضائے آسمانی میں اپنے پر پھیلاتے ہیں۔ تاہم امام ابن کثیر اور امام طبری نے ان تینوں سے ہوائیں مراد لینے کو راجح قرار دیا ہے۔ جیسا کہ ترجمے میں بھی اسی کو اختیار کیا گیا ہے۔

فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا ﴿۴﴾
پھر حق و باطل کو جدا جدا کر دینے والے۔[۱] (۴)

فَالْمُلْقِیٰتِ ذِکْرًا ﴿۵﴾
اور وحی لانے والے فرشتوں کی قسم۔[۲] (۵)

عُذْرًا اَوْ نُذْرًا ﴿۶﴾
جو (وحی) الزام اتارنے یا آگاہ کر دینے کے لیے ہوتی ہے۔[۳] (۶)

اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ ﴿۷﴾
جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ یقیناً ہونے والی ہے۔[۴] (۷)

فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ ﴿۸﴾
پس جب ستارے بے نور کر دیئے جائیں گے۔[۵] (۸)

وَاِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ ﴿۹﴾
اور جب آسمان توڑ پھوڑ دیا جائے گا۔ (۹)

وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ﴿۱۰﴾
اور جب پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے کر کے اڑا دیئے جائیں گے۔[۶] (۱۰)

وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ ﴿۱۱﴾
اور جب رسولوں کو وقت مقررہ پر لایا جائے گا۔[۷] (۱۱)

لِاَیِّ یَوْمٍ اُجِّلَتْ ﴿۱۲﴾
کس دن کے لیے (ان سب کو) مؤخر کیا گیا ہے؟[۸] (۱۲)

---

(۱) یعنی ان فرشتوں کی قسم جو حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والے احکام لے کر اترتے ہیں۔ یا مراد آیات قرآنیہ ہیں، جن سے حق و باطل اور حلال و حرام کی تمیز ہوتی ہے۔ یا رسول مراد ہیں جو وحی الٰہی کے ذریعے سے حق و باطل کے درمیان فرق کو واضح کرتے ہیں۔

(۲) جو اللہ کا کلام پیغمبروں کو پہنچاتے ہیں یا رسول مراد ہیں جو اللہ کی طرف سے نازل کردہ وحی، اپنی امتوں کو پہنچاتے ہیں۔

(۳) دونوں مفعول لہ ہیں لأَجْلِ الاعْذَارِ وَالإِنْذَارِ یعنی فرشتے وحی لے کر آتے ہیں تاکہ لوگوں پر حجت قائم ہو جائے اور یہ عذر باقی نہ رہے کہ ہمارے پاس تو کوئی اللہ کا پیغام ہی لے کر نہیں آیا یا مقصد ڈرانا ہے، ان کو جو انکار یا کفر کرنے والے ہوں گے۔ یا معنی ہیں مومنوں کے لیے خوشخبری، اور کافروں کے لیے ڈراوا۔ امام شوکانی فرماتے ہیں کہ مُرْسَلَاتٌ، عَاصِفَاتٌ، اور نَاشِرَاتٌ سے مراد ہوائیں اور فَارِقَاتٌ وَّمُلْقِیَاتٌ سے فرشتے ہیں۔ یہی بات راجح ہے۔

(۴) قسموں سے مراد، مقسم علیہ کی اہمیت سامعین پر واضح کرنا اور اس کی صداقت کو ظاہر کرنا ہوتا ہے۔ مقسم علیہ (یا جواب قسم) یہ ہے کہ تم سے قیامت کا جو وعدہ کیا جاتا ہے، وہ یقیناً واقع ہونے والی ہے، یعنی اس میں شک کرنے کی نہیں بلکہ اس کے لیے تیاری کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ قیامت کب واقع ہوگی؟ اگلی آیات میں اسے واضح کیا جا رہا ہے۔

(۵) طَمَسٌ کے معنی مٹ جانے اور بے نشان ہونے کے ہیں، یعنی جب ستاروں کی روشنی ختم بلکہ ان کا نشان تک مٹ جائے گا۔

(۶) یعنی انہیں زمین سے اکھیڑ کر ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا اور زمین بالکل صاف اور ہموار ہو جائے گی۔

(۷) یعنی فصل و قضا کے لیے، ان کے بیانات سن کر ان کی قوموں کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا۔

(۸) یہ استفہام تعظیم اور تعجب کے لیے ہے یعنی کیسے عظیم دن کے لیے، جس کی شدت اور ہولناکی، لوگوں کے لیے سخت تعجب انگیز ہوگی، ان پیغمبروں کو جمع ہونے کا وقت دیا گیا ہے۔

لِيَوْمِ الْفَصْلِ ﴿۱۳﴾
فیصلے کے دن کے لیے۔[1] (۱۳)

وَمَآ أَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الْفَصْلِ ﴿۱۴﴾
اور تجھے کیا معلوم کہ فیصلے کا دن کیا ہے؟(۱۴)

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۵﴾
اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے۔[2] (۱۵)

أَلَمْ نُهْلِكِ الْأَوَّلِيْنَ ﴿۱۶﴾
کیا ہم نے اگلوں کو ہلاک نہیں کیا؟(۱۶)

ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْآخِرِيْنَ ﴿۱۷﴾
پھر ہم ان کے بعد پچھلوں کو لائے۔[3] (۱۷)

كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۸﴾
ہم گنہگاروں کے ساتھ اسی طرح کرتے ہیں۔[4] (۱۸)

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۹﴾
اس دن جھٹلانے والوں کے لیے ویل (افسوس) ہے۔(۱۹)

أَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ﴿۲۰﴾
کیا ہم نے تمہیں حقیر پانی سے (منی سے) پیدا نہیں کیا۔(۲۰)

فَجَعَلْنٰهُ فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ﴿۲۱﴾
پھر ہم نے اسے مضبوط و محفوظ جگہ میں رکھا۔[5] (۲۱)

إِلٰى قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۲۲﴾
ایک مقررہ وقت تک۔[6] (۲۲)

فَقَدَرْنَا ۖ فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ ﴿۲۳﴾
پھر ہم نے اندازہ کیا[7] اور ہم کیا خوب اندازہ کرنے والے ہیں۔(۲۳)

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۲۴﴾
اس دن تکذیب کرنے والوں کی خرابی ہے۔(۲۴)

أَلَمْ نَجْعَلِ الْأَرْضَ كِفَاتًا ﴿۲۵﴾
کیا ہم نے زمین کو سمیٹنے والی نہیں بنایا؟(۲۵)

---

(۱) یعنی جس دن لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا، کوئی جنت میں اور کوئی دوزخ میں جائے گا۔

(۲) یعنی ہلاکت ہے، بعض کہتے ہیں، وَيْلٌ جہنم کی ایک وادی کا نام ہے۔ یہ آیت اس سورت میں بار بار دہرائی گئی ہے۔ اس لیے کہ ہر مکذب کا جرم ایک دوسرے سے مختلف نوعیت کا ہو گا اور اسی حساب سے عذاب کی نوعیتیں بھی مختلف ہوں گی، بنابریں اسی ویل کی مختلف قسمیں ہیں جسے مختلف مکذبین کے لیے الگ الگ بیان کیا گیا ہے۔ (فتح القدیر)

(۳) یعنی کفار مکہ اور ان کے ہم مشرب، جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی۔

(۴) یعنی سزا دیتے ہیں دنیا میں یا آخرت میں۔

(۵) یعنی رحم مادر میں۔

(۶) یعنی مدت حمل تک، چھ یا نو مہینے۔

(۷) یعنی رحم مادر میں جسمانی ساخت و ترکیب کا صحیح اندازہ کیا کہ دونوں آنکھوں، دونوں ہاتھوں اور دونوں پیروں اور دونوں کانوں کے درمیان اور دیگر اعضا کا ایک دوسرے کے درمیان کتنا فاصلہ رہنا چاہیے۔

اَحۡيَآءً وَّاَمۡوَاتًا ﴿۲۶﴾
زندوں کو بھی اور مردوں کو بھی۔[1] (۲۶)

وَّجَعَلۡنَا فِيۡهَا رَوَاسِىَ شٰمِخٰتٍ وَّاَسۡقَيۡنٰكُمۡ مَّآءً فُرَاتًا ﴿۲۷﴾
اور ہم نے اس میں بلند و بھاری پہاڑ بنا دیئے[2] اور تمہیں سیراب کرنے والا میٹھا پانی پلایا۔(۲۷)

وَيۡلٌ يَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُكَذِّبِيۡنَ ﴿۲۸﴾
اس دن جھوٹ جاننے والوں کے لیے وائے اور افسوس ہے۔(۲۸)

اِنۡطَلِقُوۡۤا اِلٰى مَا كُنۡتُمۡ بِهٖ تُكَذِّبُوۡنَ‌ۚ ﴿۲۹﴾
اس دوزخ کی طرف جاؤ جسے تم جھٹلاتے رہے تھے۔[3] (۲۹)

اِنۡطَلِقُوۡۤا اِلٰى ظِلٍّ ذِىۡ ثَلٰثِ شُعَبٍۙ ﴿۳۰﴾
چلو تین شاخوں والے سائے کی طرف۔[4] (۳۰)

لَّا ظَلِيۡلٍ وَّلَا يُغۡنِىۡ مِنَ اللَّهَبِؕ ﴿۳۱﴾
جو دراصل نہ سایہ دینے والا ہے اور نہ شعلے سے بچا سکتا ہے۔[5] (۳۱)

اِنَّهَا تَرۡمِىۡ بِشَرَرٍ كَالۡقَصۡرِ‌ۚ ﴿۳۲﴾
یقیناً دوزخ چنگاریاں پھینکتی ہے جو مثل محل کے ہیں۔[6] (۳۲)

كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفۡرٌؕ ﴿۳۳﴾
گویا کہ وہ زرد اونٹ ہیں۔[7] (۳۳)

وَيۡلٌ يَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُكَذِّبِيۡنَ ﴿۳۴﴾
آج ان جھوٹ جاننے والوں کی درگت ہے۔(۳۴)

هٰذَا يَوۡمُ لَا يَنۡطِقُوۡنَۙ ﴿۳۵﴾
آج (کا دن) وہ دن ہے کہ یہ بول بھی نہ سکیں

---

(۱) یعنی زمین زندوں کو اپنی پشت پر اور مردوں کو اپنے اندر سمیٹ لیتی جمع کر لیتی) ہے۔

(۲) رَوَاسِيَ رَاسِيَةٌ کی جمع۔ ثَوَابِتُ، جمے ہوئے پہاڑ، شَامِخَاتٌ، بلند۔

(۳) یہ فرشتے جہنمیوں کو کہیں گے۔

(۴) جہنم سے جو دھواں آئے گا، وہ بلند ہو کر تین جہتوں میں پھیل جائے گا یعنی جس طرح دیوار یا درخت کا سایہ ہوتا ہے جس میں آدمی راحت اور عافیت محسوس کرتا ہے، یہ دھواں حقیقت میں اس طرح کا سایہ نہیں ہوگا، جس میں جہنمی کچھ سکون حاصل کر لیں۔

(۵) یعنی جہنم کی حرارت سے بچنا بھی ممکن نہیں ہو گا۔

(۶) اس کا ایک اور ترجمہ ہے: جو لکڑی کے بوٹے یعنی بھاری ٹکڑے کے مثل ہیں۔ (بوٹے بمعنی شہتیر کے ٹکڑے، جسے گیلی بھی کہتے ہیں)

(۷) صُفْرٌ، أَصْفَرُ (زرد) کی جمع ہے لیکن عرب میں اس کا استعمال اسود کے معنی میں بھی ہے۔ اس معنی کی بنا پر مطلب یہ ہے کہ اس کی ایک ایک چنگاری اتنی اتنی بڑی ہو گی جیسے محل یا قلعہ۔ پھر ہر چنگاری کے مزید اتنے بڑے بڑے ٹکڑے ہو جائیں گے جیسے اونٹ ہوتے ہیں۔

گے۔ [۱] (۳۵)

وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ ﴿۳۶﴾

نہ انہیں معذرت کی اجازت دی جائے گی۔ [۲] (۳۶)

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۷﴾

اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے۔(۳۷)

هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ ۚ جَمَعْنٰكُمْ وَالْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۸﴾

یہ ہے فیصلہ کا دن ہم نے تمہیں اور اگلوں کو سب کو جمع کرلیا ہے۔ [۳] (۳۸)

فَاِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيْدُوْنِ ﴿۳۹﴾

پس اگر تم مجھ سے کوئی چال چل سکتے ہو تو چل لو۔ [۴] (۳۹)

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۰﴾

وائے ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لیے۔(۴۰)

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۴۱﴾

بیشک پرہیزگار لوگ سایوں میں ہیں [۵] اور بہتے چشموں میں۔(۴۱)

وَّفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۴۲﴾

اور ان میووں میں جن کی وہ خواہش کریں۔ [۶] (۴۲)

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾

(اے جنتیو!) کھاؤ پیو مزے سے اپنے کیے ہوئے اعمال کے بدلے۔ [۷] (۴۳)

---

(۱) محشر میں کافروں کی مختلف حالتیں ہوں گی' ایک وقت وہ ہو گا کہ وہ وہاں بھی جھوٹ بولیں گے' پھر اللہ تعالیٰ ان کے مونہوں پر مہر لگا دے گا اور ان کے ہاتھ پاؤں گواہی دیں گے۔ پھر جس وقت ان کو جہنم میں لے جایا جا رہا ہو گا' اس وقت عالم اضطراب و پریشانی میں ان کی زبانیں پھر گنگ ہو جائیں گی۔ بعض کہتے ہیں بولیں گے تو سہی' لیکن ان کے پاس حجت کوئی نہیں ہو گی۔ گویا ان کو بات کرنی ہی نہیں آئے گی۔ جیسے ہم دنیا میں ایسے شخص کی بابت کہتے ہیں جس کے پاس کوئی تسلی بخش دلیل نہیں ہوتی' وہ تو ہمارے سامنے بول ہی نہیں سکا۔

(۲) مطلب یہ ہے کہ ان کے پاس پیش کرنے کے لیے کوئی معقول عذر ہی نہیں ہو گا جسے وہ پیش کر کے چھٹکارا پا سکیں۔

(۳) یہ اللہ تعالیٰ بندوں سے خطاب فرمائے گا کہ ہم نے تمہیں اپنی قدرت کاملہ سے فیصلہ کرنے کے لیے ایک ہی میدان میں جمع کر لیا ہے۔

(۴) یہ سخت وعید اور تہدید ہے کہ اگر تم میری گرفت سے بچ سکتے ہو اور میرے حکم سے نکل سکتے ہو تو بچ اور نکل کے دکھاؤ۔ لیکن وہاں کس میں یہ طاقت ہو گی؟ یہ آیت بھی ایسے ہی ہے' جیسے یہ آیت ہے ﴿يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا﴾ (الرحمٰن' ۳۳)

(۵) یعنی درختوں اور محلات کے سائے' آگ کے دھویں کا سایہ نہیں ہو گا جیسے مشرکین کے لیے ہو گا۔

(۶) ہر قسم کے پھل' جب بھی خواہش کریں گے' آموجود ہوں گے۔

(۷) یہ بطور احسان انہیں کہا جائے گا۔ بِمَا كُنْتُمْ میں بَا سبب کے لیے ہے یعنی جنت کی یہ نعمتیں ان اعمال صالحہ کی وجہ

اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۴۴﴾
یقیناً ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں۔[1] (۴۴)

وَيْلٌ يَّوْمَىٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۵﴾
اس دن سچا نہ جاننے والوں کے لیے ویل (افسوس) ہے۔[2] (۴۵)

كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا قَلِيْلًا اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ ﴿۴۶﴾
(اے جھٹلانے والو) تم دنیا میں) تھوڑا سا کھا لو اور فائدہ اٹھا لو بیشک تم گنہگار ہو۔[3] (۴۶)

وَيْلٌ يَّوْمَىٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۷﴾
اس دن جھٹلانے والوں کے لیے سخت ہلاکت ہے۔ (۴۷)

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ ﴿۴۸﴾
ان سے جب کہا جاتا ہے کہ رکوع کر لو تو نہیں کرتے۔[4] (۴۸)

وَيْلٌ يَّوْمَىٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۹﴾
اس دن جھٹلانے والوں کی تباہی ہے۔[5] (۴۹)

فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۭ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۰﴾
اب اس قرآن کے بعد کس بات پر ایمان لائیں گے؟[6] (۵۰)

سے تمہیں ملی ہیں جو تم دنیا میں کرتے رہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی رحمت کے حصول کا ذریعہ' جس کی وجہ سے انسان جنت میں داخل ہوگا' اعمال صالحہ ہیں۔ جو لوگ عمل صالح کے بغیر ہی اللہ کی رحمت و مغفرت کے امیدوار بن جاتے ہیں' ان کی مثال ایسے ہی ہے' جیسے کوئی زمین میں ہل چلائے اور بیج بوئے بغیر' فصل کا امیدوار بن جائے یا تخم حنظل بو کر خوش ذائقہ پھلوں کی امید رکھے۔

(۱) اس میں بھی اسی امر کی ترغیب و تلقین ہے کہ اگر آخرت میں حسن انجام کے طالب ہو تو دنیا میں نیکی اور بھلائی کا راستہ اپناؤ۔

(۲) کہ اہل تقویٰ کے حصے میں تو جنت کی نعمتیں آئیں اور ان کے حصے میں بڑی بد بختی۔

(۳) یہ مکذبین قیامت کو خطاب ہے اور یہ امر' تہدید و وعید کے لیے ہے' یعنی اچھا چند روز خوب عیش کر لو' تم جیسے مجرمین کے لیے شکنجہ عذاب تیار ہے۔

(۴) یعنی جب ان کو نماز پڑھنے کا حکم دیا جاتا ہے' تو نماز نہیں پڑھتے۔

(۵) یعنی ان کے لیے جو اللہ کے اوامر و نواہی کو نہیں مانتے۔

(۶) یعنی جب اس قرآن پر ایمان نہیں لائیں گے تو اس کے بعد اور کون سا کلام ہے جس پر یہ ایمان لائیں گے؟ یہاں بھی حدیث کا اطلاق قرآن پر ہوا ہے' جیسا کہ اور بھی بعض مقامات پر کیا گیا ہے۔ ایک ضعیف روایت میں ہے کہ جو سورۂ تین کی آخری آیت أَلَيْسَ اللهُ..الآيَةَ پڑھے تو وہ جواب میں کہے بَلَىٰ وَأَنَا عَلَىٰ ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ اور سورۂ قیامت کے آخر کے جواب میں بَلَىٰ اور فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ کے جواب میں آمَنَّا بِاللهِ. کہے۔ (أبو داود' باب مقدار الركوع والسجود' وضعيف أبي داود۔ ألباني) بعض علما کے نزدیک سامع کو بھی جواب دینا چاہیے۔

سُوْرَةُ النَّبَا

سورۂ نبا مکی ہے اور اس میں چالیس آیتیں اور دو رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

عَمَّ يَتَسَاۗءَلُوْنَ ۝۱
یہ لوگ کس چیز کے بارے میں پوچھ گچھ کر رہے ہیں۔[1] (۱)

عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ۝۲
اس بڑی خبر کے متعلق۔(۲)

الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ ۝۳
جس کے بارے میں یہ اختلاف کر رہے ہیں۔[2] (۳)

كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۝۴
یقیناً یہ ابھی جان لیں گے۔(۴)

ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۝۵
پھر بالیقین انہیں بہت جلد معلوم ہو جائے گا۔[3] (۵)

اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ۝۶
کیا ہم نے زمین کو فرش نہیں بنایا؟[4] (۶)

وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ۝۷
اور پہاڑوں کو میخیں (نہیں بنایا؟)[5] (۷)

---

(۱) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خلعت نبوت سے نوازا گیا اور آپ نے توحید، قیامت وغیرہ کا بیان فرمایا اور قرآن کی تلاوت فرمائی تو کفار و مشرکین باہم ایک دوسرے سے پوچھتے کہ یہ قیامت کیا واقعی ممکن ہے؟ جیسا کہ یہ شخص دعویٰ کر رہا ہے یا یہ قرآن واقعی اللہ کی طرف سے نازل کردہ ہے جیسا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہتا ہے۔ استفہام کے ذریعے سے اللہ نے پہلے ان چیزوں کی وہ حیثیت نمایاں کی جو ان کی ہے۔ پھر خود ہی جواب دیا کہ .....

(۲) یعنی جس بڑی خبر کی بابت ان کے درمیان اختلاف ہے، اس کے متعلق استفسار ہے۔ اس بڑی خبر سے بعض نے قرآن مجید مراد لیا ہے کافر اس کے بارے میں مختلف باتیں کرتے تھے، کوئی اسے جادو، کوئی کہانت، کوئی شعر اور کوئی پہلوں کی کہانیاں بتلاتا تھا۔ بعض کے نزدیک اس سے مراد قیامت کا برپا ہونا اور دوبارہ زندہ ہونا ہے۔ اس میں بھی ان کے درمیان کچھ اختلاف تھا۔ کوئی بالکل انکار کرتا تھا کوئی صرف شک کا اظہار۔ بعض کہتے ہیں کہ سوال کرنے والے مومن و کافر دونوں ہی تھے، مومنین کا سوال تو اضافہ یقین اور ازدیاد بصیرت کے لیے تھا اور کافروں کا استہزا اور تمسخر کے طور پر۔

(۳) یہ ڈانٹ اور زجر ہے کہ عنقریب سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔ آگے اللہ تعالیٰ اپنی کاریگری اور عظیم قدرت کا تذکرہ فرما رہا ہے تاکہ توحید کی حقیقت ان کے سامنے واضح ہو اور اللہ کا رسول انہیں جس چیز کی دعوت دے رہا تھا، اس پر ایمان لانا ان کے لیے آسان ہو جائے۔

(۴) یعنی فرش کی طرح تم زمین پر چلتے پھرتے، اٹھتے، بیٹھتے، سوتے اور سارے کام کاج کرتے ہو۔ زمین کو ڈولتا ہوا نہیں رہنے دیا۔

(۵) أَوْتَادٌ، وَتَدٌ کی جمع ہے میخیں۔ یعنی پہاڑوں کو زمین کے لیے میخیں بنایا تاکہ زمین ساکن رہے، حرکت نہ کرے،

وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ۝۸
وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ۝۹
وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ۝۱۰
وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ۝۱۱
وَبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ۝۱۲
وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ۝۱۳
وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ۝۱۴
لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا ۝۱۵
وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا ۝۱۶
اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًا ۝۱۷

اور ہم نے تمہیں جوڑا جوڑا پیدا کیا۔[۱] (۸)
اور ہم نے تمہاری نیند کو آرام کا سبب بنایا۔[۲] (۹)
اور رات کو ہم نے پردہ بنایا ہے۔[۳] (۱۰)
اور دن کو ہم نے وقت روزگار بنایا۔[۴] (۱۱)
اور تمہارے اوپر ہم نے سات مضبوط آسمان بنائے۔[۵] (۱۲)
اور ایک چمکتا ہوا روشن چراغ (سورج) پیدا کیا۔[۶] (۱۳)
اور بدلیوں سے ہم نے بکثرت بہتا ہوا پانی برسایا۔[۷] (۱۴)
تاکہ اس سے اناج اور سبزہ اگائیں۔[۸] (۱۵)
اور گھنے باغ (بھی اگائیں)۔[۹] (۱۶)
بیشک فیصلہ کے دن کا وقت مقرر ہے۔[۱۰] (۱۷)

کیوں کہ حرکت و اضطراب کی صورت میں زمین رہائش کے قابل ہی نہ ہوتی۔

(۱) یعنی مذکر اور مونث- نر اور مادہ یا ازواج بمعنی اصناف و الوان ہے۔ یعنی مختلف شکلوں اور رنگوں میں پیدا کیا، خوب صورت، بدصورت، دراز قد، کوتاہ قد، سفید اور سیاہ وغیرہ۔

(۲) سُبَاتٌ کے معنی قطع کرنے کے ہیں۔ رات بھی انسان و حیوان کی ساری حرکتیں منقطع کر دیتی ہے تاکہ سکون ہو جائے اور لوگ آرام کی نیند سو لیں۔ یا مطلب ہے کہ رات تمہارے اعمال کاٹ دیتی ہے یعنی عمل کے سلسلے کو ختم کر دیتی ہے۔ عمل ختم ہونے کا مطلب آرام ہے۔

(۳) یعنی رات کا اندھیرا اور سیاہی ہر چیز کو اپنے دامن میں چھپا لیتی ہے، جس طرح لباس انسان کے جسم کو چھپا لیتا ہے۔

(۴) مطلب ہے کہ دن کو روشن بنایا تاکہ لوگ کسب معاش کے لیے جدوجہد کر سکیں۔

(۵) ان میں سے ہر ایک کا فاصلہ پانچ سو سال کی مسافت جتنا ہے، جو اس کے استحکام اور مضبوطی کی دلیل ہے۔

(۶) اس سے مراد سورج ہے اور جَعَلَ بمعنی خَلَقَ ہے۔

(۷) مُعْصِرَاتٌ وہ بدلیاں جو پانی سے بھری ہوئی ہوں لیکن ابھی برسی نہ ہوں۔ جیسے اَلْمَرْأَةُ الْمُعْتَصِرَةُ اس عورت کو کہتے ہیں جس کی ماہواری قریب ہو، ثَجَّاجًا کثرت سے بہنے والا پانی۔

(۸) حَبٌّ (دانا) وہ اناج جسے خوراک کے لیے ذخیرہ کر لیا جاتا ہے، جیسے گندم، چاول، جو، مکئی وغیرہ اور نبات، سبزیاں اور چارہ وغیرہ جو جانور کھاتے ہیں۔

(۹) أَلْفَافًا شاخوں کی کثرت کی وجہ سے ایک دوسرے سے ملے ہوئے درخت یعنی گھنے باغ۔

(۱۰) یعنی اولین اور آخرین سب کے جمع ہونے اور وعدے کا دن۔ اسے فیصلے کا دن اس لیے کہا کہ اس دن جمع ہونے کا